محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان۔ باب افشاء السلام من الاسلام)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی خوبی اپنے اندر بہتری لیے ہوئے ہے؟ فرمایا یہ کہ لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جس کو تم جانتے ہو یا نہیں جانتے ہو، سلام کہو۔

اسلام بے شمار خصائل و خصوصیات کا حامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اس کی مختلف خصوصیات کی وضاحت فرمائی ہے۔ آپ نے یہ وضاحت صحابہ کرام کے بعض سوالات کے جواب میں بھی فرمائی ہے اور از خود بھی اس کی بہت سی شقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ آپ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ سائل کی نفسیات اور موقع و محل کے مطابق جواب دیتے۔ جس شخص میں آپ کوئی کمی محسوس فرماتے، مناسب الفاظ اور عمدہ اسلوب میں اس کی نشان دہی کرتے اور اسے تلقین کرتے کہ اس کمی کو دور کرنا چاہیے۔ مثلاً کسی شخص میں زیادہ باتیں کرنے اور جھگڑنے کی عادت ہے تو اس کو خاموش رہنے اور نزاع و خصومت سے دامن بچانے کی تاکید فرمائی، کوئی بیوی بچوں پر سختی کرنے کا عادی ہے تو اس کو نرمی اور شفقت سے پیش آنے کی تلقین کی، کوئی سخت مزاج ہے تو اس کو لینت کا ثبوت بہم پہنچانے کے لیے کہا، کوئی گھر کے کام کاج میں سست ہے تو اسے خانگی امور میں مصروف رہنے کا درس دیا۔ کوئی سلام کہنے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا تو اس کو دعا و سلام کی خوبیاں بتائیں۔

صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی اسی ضمن میں آتی ہے اور اس میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو حضورؐ نے اسلام کے بہترین خصائل سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کو کھلاتے پلاتے رہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو، جہاں تک ہو سکے، سخاوت کا مظاہرہ کرو۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خود تو خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچتے ہیں اور دوسرے کی جیب کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور اپنی گرہ سے خرچ

کرنے اور لوگوں کو کھلانے پلانے کا حکم دیا ہے۔

دوسری بات آنحضرتؐ نے اس حدیث میں یہ ارشاد فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کہا کرو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اسی شخص کو سلام کہا جائے، جس سے جان پہچان ہو، بلکہ ہر شخص کو سلام کیا جائے، اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔

"سلام" کے معنی ہیں، سلامتی کی دعا کرنا اور "اسلام" کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان امن و سلامتی کے دائرے میں داخل ہو جائے یعنی جب کوئی شخص دوسرے کو سلام کہتا ہے تو اس کے لیے سلامتی اور امن کی دعا کرتا ہے، پھر جواب دینے والا بھی اس کے لیے یہی دعا کرتا ہے۔ گویا دونوں نے ایک دوسرے کے لیے اللہ سے خیر و عافیت میں رہنے اور امن و سلامتی کی زندگی بسر کرنے کی دعا کی۔

امام بخاری نے یہ حدیث "باب افشاء السلام من الاسلام" میں درج کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سلام کو عام کرنا اور پھیلانا اسلام کا ایک جز ہے۔ یہاں انھوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں :

قال عمار ثلث من جمعهن فقد جمع الايمان، الانصاف من نفسك وبذل السلام للعالم والانفاق من الاقتار۔

یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے تین چیزوں کو جمع کر لیا اس نے پورے ایمان کو اپنے اندر جمع کر لیا۔ اپنے آپ کے ساتھ انصاف کرنا، لوگوں میں سلام پھیلانا اور فقر و فاقے کی حالت میں خرچ کرنا۔

اس میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ اپنے آپ سے انصاف کرنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ خود کو برائیوں سے بچانا، ظلم و تعدی اور ستم و طغیانی سے محفوظ رکھنا اور اپنی جان کے لیے آسودگی، راحت اور سلامتی کا سامان بہم پہنچانا۔ خواہ مخواہ تکلیف اور مشقت میں مبتلا نہ ہونا۔ روحانی سکون، قلبی اطمینان اور جسمانی آرام کے لیے فضا ہموار کرنا۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کو "السلام علیکم" کہنا، یعنی سب کے لیے اللہ سے سلامتی اور امن کی دعا کرتے رہنا اور دوسرے کو یہ یقین دلانا کہ میں تمھارا بھی خواہ ہوں اور ہر لحاظ سے تمھاری خیر و عافیت کا طالب!۔

تیسری بات یہ کہ غربت اور فقر کی حالت میں بھی اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق خرچ کرتے رہنا مثلاً قومی کاموں میں روپے پیسے کی ضرورت ہو تو جو کچھ آسانی سے دے سکتا ہو تو دینا چاہیے۔ جو لوگ مالی لحاظ سے کمزور ہوں اور ضرورت مند ہوں، ان کی مدد کرنی چاہیے۔ مہمان کی خدمت کرنی چاہیے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان صرف اس لیے خرچ نہیں کرتا کہ لوگ تو زیادہ خرچ کر رہے ہیں اور وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا، وہ چند روپے ہی دے سکتا ہے، زیادہ دینے کی استطاعت نہیں ہے اور تھوڑا دینے سے شرم آتی ہے۔ اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے، جو کچھ اپنی ہمت کے مطابق خرچ کر سکتا ہو، بلا جھجک کر دینا چاہیے۔ اپنی حیثیت کے مطابق اس کا تھوڑا خرچ کرنا بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔